



Noble Quran

الحَكِيمُ الْقُرْآنُ

Quran Urdu Translation اردو ترجمہ

Maulana Muhammad Sahib

مولانا محمد صاحب جو ناگڑھی

Quran Tafsir تفسیر

Maulana Salahudin Yusuf

مولانا صلاح الدین یوسف

Surah Al Najm

سورة النجم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (۱)

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے

بعض مفسرین نے ستارے سے ثریا ستارہ اور بعض نے زہرہ ستارہ مراد لیا ہے، یعنی جب رات کے اختتام پر فجر کے وقت وہ گرتا ہے، یا شیاطین کو مارنے کے لئے گرتا ہے یا بقول بعض قیامت والے دن گریں گے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (۲)

کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے اور نہ ٹیڑھی راہ پر ہے

یہ جواب قسم ہے۔

صَاحِبُكُمْ (تمہارا ساتھی) کہہ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو واضح کر کیا گیا ہے کہ نبوت سے پہلے چالیس سال اس نے تمہارے ساتھ اور تمہارے درمیان گزارے ہیں، اس کے شب و روز کے تمام معمولات تمہارے سامنے ہیں، اس کا اخلاق و کردار تمہارا جانا پہچانا ہے۔ راست بازی اور امانت داری کے سوا تم نے اس کے کردار میں کبھی کچھ اور بھی دیکھا؟

اب چالیس سال کے بعد جو وہ نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے تو ذرا سوچو، وہ کس طرح جھوٹ ہو سکتا ہے؟

چنانچہ واقعہ یہ کہ وہ نہ گمراہ ہوا ہے نہ بہکا ہے۔ ضلالت، راہ حق سے وہ انحراف ہے جو جہالت اور لاعلمی سے ہو اور غوایت، وہ کجی ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھوڑ کر اختیار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کی گمراہیوں سے اپنے پیغمبر کی تنزیہ بیان فرمائی۔

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (۳)

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔

إِنَّهُ هُوَ الْوَحِيُّ يُوحَىٰ (۴)

وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

یعنی وہ گمراہ یا بہک کس طرح سکتا ہے؟ وہ تو وحی الہی کے بغیر لب کشائی ہی نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ مزاح اور خوش طبعی کے موقعوں پر بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے حق کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا۔ سنن ترمذی

اسی طرح حالت غضب میں آپ ﷺ کو اپنے جذبات پر اتنا کنٹرول تھا کہ آپ ﷺ کی زبان سے کوئی بات خلاف واقعہ نہ نکلتی۔ ابوداؤد

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ (۵)

اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا۔

دُو مِرَّةً فَاسْتَوَىٰ (۶)

جو زور آور ہے (۱) پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام فرشتہ ہے جو قوی اعضا کا مالک اور نہایت زور آور ہے، پیغمبر ﷺ پر وحی لانے اور اسے سکھانے والا یہی فرشتہ ہے۔

وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ (۷)

اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا۔

یعنی جبرائیل علیہ السلام، وحی سکھانے کے بعد آسمان کے کناروں پر جا کھڑے ہوئے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ (۸)

پھر نزدیک ہوا اور اترا آیا۔

یعنی پھر زمین پر اترے اور آہستہ آہستہ نبی ﷺ کے قریب ہوئے۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (۹)

پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ پر رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔

بعض نے ترجمہ کیا ہے، دو ہاتھوں کے بقدر،

یہ نبی ﷺ اور جبرائیل علیہ السلام کی باہمی قربت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کی قربت کا اظہار نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں۔ آیات کے سیاق سے صاف واضح ہے کہ اس میں صرف جبرائیل علیہ السلام اور نبی ﷺ کا بیان ہے۔ اسی قربت کے موقع پر نبی ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا اور یہ بعثت کے ابتدائی ادوار کا واقعہ ہے۔ جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔ دوسری مرتبہ اصل شکل میں معراج کی رات کو دیکھا۔

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ (۱۰)

پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی وحی پہنچائی۔

یعنی جبرائیل علیہ السلام اللہ کے بندے حضرت محمد ﷺ کے لیے جو وحی یا پیغام لے کر آئے تھے وہ انہوں نے آپ ﷺ تک پہنچایا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ (۱۱)

دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پنہیرنے) دیکھا۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اصل شکل میں دیکھا کہ ان کے چہرہ سو پر ہیں۔ ایک پر مشرق و مغرب کے درمیان فاصلے جتنا تھا، اس کو آپ کے دل نے جھٹلایا نہیں، بلکہ اللہ کی اس عظیم قدرت کو تسلیم کیا۔

أَفْتُمَا وَرَوْنَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ (۱۲)

کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پنہیر) دیکھتے ہیں۔

وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزَّلَةً آخِرَىٰ (۱۳)

تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ (۱۴)

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

یہ لیلیۃ المعراج کو جب اصل شکل میں جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا، اس کا بیان ہے۔

یہ سدرۃ المنتہیٰ، ایک بیری کا درخت ہے جو چھٹے یا ساتویں آسمان پر ہے اور یہ آخری حد ہے، اس کے اوپر کوئی فرشتہ نہیں جاسکتا۔ فرشتے اللہ کے احکام بھی یہیں سے وصول کرتے ہیں۔

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ (۱۵)

اسی کے پاس جنتہ الماویٰ ہے

اسے جنت الماویٰ، اسلئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ماویٰ و مسکن یہی تھا، بعض کہتے ہیں کہ روحیں یہاں آکر جمع ہوتی ہیں۔ فتح القدر

إِذْ يَعْشَىٰ السِّدْرَةَ مَا يَعْشَىٰ (۱۶)

جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی

سدرۃ المنتہیٰ کی اس کیفیت کا بیان ہے جب شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مشاہدہ کیا، سونے کے پروانے اس کے گرد منڈلا رہے تھے، فرشتوں کا عکس اس پر پڑ رہا تھا، اور رب کی تجلیات کا مظہر بھی وہی تھا۔ ابن کثیر

اس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزوں سے نوازا گیا:

- پانچ وقت کی نمازیں،
- سورہ بقرہ کی آخری آیات
- اور اس مسلمان کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوگا۔

صحیح مسلم

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَعَىٰ (۱۷)

نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی

یعنی نبی کی نگاہیں دائیں بائیں ہوسیں اور نہ حد سے بلند اور متجاوز ہوسیں جو آپ کے لئے مقرر کر دی گئی تھی۔ ایسر التفسیر

لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ (۱۸)

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔

جن میں جبرائیل علیہ السلام اور سدرۃ المنتہیٰ کا دیکھنا اور دیگر مظاہر قدرت کا مشاہدہ ہے جس کی کچھ تفصیل احادیث معراج میں بیان کی گئی ہے۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ (۱۹)

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔

وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ (۲۰)

اور منات تیسرے پچھلے کو

یہ مشرکین کی توبخ کے لئے کہا جا رہا ہے کہ اللہ کی یہ تو شان ہے جو مذکور ہوئی کہ جبرائیل علیہ السلام جیسے عظیم فرشتوں کا وہ خالق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اس کے رسول ہیں، جنہیں اس نے آسمان پر بلا کر بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ بھی کرایا اور وحی بھی ان پر نازل فرماتا ہے۔

کیا تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو، ان کے اندر بھی یہ یا اس قسم کی خوبیاں ہیں؟

اس ضمن میں عرب کے تین مشہور بتوں کے نام بطور مثال لیے۔

- لات، بعض کے نزدیک یہ لفظ اللہ سے ماخوذ ہے،

بعض کے نزدیک لات یلیت سے ہے، جس کے معنی موڑنے کے ہیں، پجاری اپنی گردنیں اس کی طرف موڑتے اور اس کا طواف

کرتے تھے۔ اس لیے یہ نام پڑ گیا۔

بعض کہتے ہیں، کہ **للات** میں تادم شد ہے **لت پلت** سے اسم فاعل (ستو گھولنے والا) یہ ایک نیک آدمی تھا، حاجیوں کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا، جب یہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیا، پھر اس کے مجسمے اور بت بن گئے۔
یہ طائف میں بنو ثقیف کا سب سے بڑا بت تھا۔

- **عزی** کہتے ہیں یہ اللہ کے صفاتی نام **عزیز** سے ماخوذ ہے، اور یہ **أعز** کی تائید ہے بمعنی **عزیزت**

بعض کہتے ہیں کہ یہ غطفان میں ایک درخت تھا جس کی عبادت کی جاتی تھی،
بعض کہتے ہیں کہ شیطان (بھوتنی) تھی جو بعض درختوں میں ظاہر ہوتی تھی۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ سنگ ایض تھا جس کو پوجتے تھے۔

یہ قریش اور بنو کنانہ کا خاص معبود تھا۔

- **مَنَاة**، منیٰ یعنی سے ہے جس کے معنی صب (بہانے) کے ہیں۔ اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے لوگ کثرت سے اس کے پاس جانور ذبح کرتے اور انکا خون بہاتے تھے۔ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا۔ فتح القدر

یہ قدید کے بالمقابل مشعل جگہ میں تھا، بنو خزاعہ کا یہ خاص بت تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اس اور خزرج میں سے احرام باندھتے تھے اور اس بت کا طواف بھی کرتے تھے۔ ایسر التفاسیر وابن کثیر

ان کے علاوہ مختلف اطراف میں اور بھی بہت سے بت اور بت خانے پھیلے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اور دیگر مواقع پر ان بتوں اور دیگر تمام بتوں کا خاتمہ فرمایا ان پر جو قبے اور عمارتیں بنی ہوئی تھیں، وہ مسمار کروادیں، ان درختوں کو کٹوا دیا، جن کی تعظیم کی جاتی تھی اور وہ تمام آثار و مظاہر مٹا ڈالے گئے جو بت پرستی کی یادگار تھے، اس کام کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد، حضرت علی، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو، جہاں جہاں یہ بت تھے، بھیجا اور انہوں نے جا کر ان سب کو ڈھا کر سر زمین عرب سے شرک کا نام مٹا دیا۔ ابن کثیر

أَلَكُمُ الدَّكْرُ وَلِلَّهِ الْأُنثَىٰ (۲۱)

کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ کے لئے لڑکیاں ہیں

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، یہ اس کی تردید ہے، جیسا کہ متعدد جگہ یہ مضمون گزر چکا ہے۔

تِلْكَ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ بِنُبِيِّ الْأَوَّلِينَ (۲۲)

یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے۔

ضمیمہ ۱ حق و صواب سے ہٹی ہوئی۔

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ

در اصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے لئے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔

إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ رَبِّهِمْ الْهُدَى (۲۳)

یہ لوگ صرف اٹکل اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا يَمْتَمَتِي (۲۴)

کیا ہر شخص جو آرزو کرے اسے میسر ہے؟

یعنی یہ جو چاہتے ہیں کہ ان کے یہ معبود انہیں فائدہ پہنچائیں اور ان کی سفارش کریں یہ ممکن ہی نہیں۔

فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَى (۲۵)

اللہ ہی کے ساتھ ہے یہ جہان اور وہ جہان

یعنی وہی ہوگا، جو وہ چاہے گا، کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں۔

وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى (۲۶)

اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی

مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے۔

یعنی فرشتے، جو اللہ کے مقرب ترین مخلوق ہے ان کو بھی شفاعت کا حق صرف انہی لوگوں کے لئے ملے گا جن کے لئے اللہ پسند کرے گا، جب یہ بات ہے تو پھر یہ پتھر کی مورتیاں کس طرح کسی کی سفارش کر سکیں گی؟ جن سے تم آس لگائے بیٹھے ہو، نیز اللہ تعالیٰ مشرکوں کے حق میں کسی کو سفارش کرنے کا حق بھی کب دے گا، جب کہ شرک اس کے نزدیک ناقابل معافی ہے؟

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيَسْمَعُونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَى (۲۷)

بیٹک لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کا زنانہ نام مقرر کرتے ہیں

وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (۲۸)

حالانکہ انہیں اس کا علم نہیں وہ صرف اپنے گمان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بیٹک وہم (گمان) حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دیتا۔

فَأَعْرَضَ عَنْ مَنْ تَوَلَّى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (۲۹)

آپ اس سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑے اور جن کا ارادہ بجز زندگانی دنیا کے اور کچھ نہیں۔

ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ

یہی ان کے علم کی انتہا ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ اهْتَدَى (۳۰)

آپ کا رب اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہی خوب واقف ہے اس سے بھی جو راہ یافتہ ہے۔

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا وَايْمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى (۳۱)

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

تاکہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے

یعنی ہدایت اور گمراہی اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے، گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے، تاکہ نیکو کار اس کی نیکیوں کا صلہ اور بدکار کو اس کی برائیوں کا بدلہ دے۔

الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كِبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ^ج

اور ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی (۱) سوائے کسی چھوٹے گناہ کے (۲)

۱- کِبَائِرٌ، کبیرت کی جمع ہے۔

کبیرہ گناہ کی تعریف میں اختلاف ہے۔ زیادہ اہل علم کے نزدیک ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس پر جہنم کی وعید ہے، یا جس کے مرتکب کی سخت مذمت قرآن و حدیث میں مذکور ہے اور اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ چھوٹے گناہ پر اصرار و دوام بھی اسی کبیرہ گناہ بنا دیتا ہے۔
علاوہ ازیں اس کے معنی اور ماہیت کی تحقیق میں اختلاف کی طرح، اس کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، بعض علماء نے انہیں کتابوں میں جمع بھی کیا ہے۔ جیسے کتاب الکبائر للذہبی اور الزواجر وغیرہ۔

فَوَاحِشٌ، فاحشت کی جمع ہے، بے حیائی کے مظاہر چونکہ بہت عام ہو گئے ہیں، اس لیے بے حیائی کو، تہذیب، سمجھ لیا گیا، حتیٰ کہ اب مسلمانوں نے بھی اس، تہذیب بے حیائی، کو اپنا لیا ہے۔ چنانچہ گھروں میں ٹی وی، وی سی آر وغیرہ عام ہیں، عورتوں نے نہ صرف پردے کو خیر باد کہہ دیا، بلکہ بن سنور کر اور حسن و جمال کا محسم اشتہار بن کر باہر نکلنے کو اپنا شعار اور وطیرہ بنا لیا ہے۔

مخلوط تعلیم، مخلوط ادارے، مخلوط مجلسیں اور دیگر بہت سے موقعوں پر مرد و زن کا بے باکانہ اختلاط اور بے محابا گفتگو روز افزوں ہے، دراصل حالیکہ یہ سب، فواحش، میں داخل ہیں، جن کی بابت یہاں بتلایا جا رہا ہے کہ جن لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے، وہ کبائر فواحش سے اجتناب کرنے والے ہوں گے نہ کہ ان میں مبتلا۔

۲- لَمَمٌ کے لغوی معنی ہیں کم اور چھوٹا ہونا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بڑے گناہ کے آغاز کا ارتکاب، لیکن بڑے گناہ سے پرہیز کرنا یا کسی گناہ کا ایک دو مرتبہ کرنا پھر ہمیشہ کے لئے اسے چھوڑ دینا، یا کسی گناہ کا محض دل میں خیال کرنا لیکن عملاً اس کے قریب نہ جانا، یہ سارے صغیرہ گناہ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کبائر سے اجتناب کی برکت سے معاف فرمادے گا۔

إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ

بیٹک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے،

هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ

وہ تمہیں بخوبی جانتا ہے جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے

أَجِنَّةٌ جنین کی جمع ہے جو پیٹ کے بچے کو کہا جاتا ہے، اس لیے کہ یہ لوگوں کی نظروں سے مستور ہوتا ہے۔

اس سے جب تمہاری کوئی کیفیت اور حرکت مخفی نہیں، حتیٰ کہ جب تم ماں کے پیٹ میں تھے، جہاں تمہیں کوئی دیکھنے پر قادر نہیں تھا، وہاں بھی تمہارے تمام احوال سے واقف تھا، تو بھر اپنی پاکیزگی بیان کرنے کی اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی کیا ضرورت ہے؟
مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ کرو تاکہ ریاکاری سے تم بچو۔

فَلَا تَزُكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى (۳۲)

پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو۔ وہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى (۳۳)

کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے منہ موڑ لیا۔

وَأَعْطَى قَلِيلًا وَأَكْدَى (۳۴)

اور بہت کم دیا اور ہاتھ روک لیا

یعنی تھوڑا سادے کر ہاتھ روک لیا۔ یا تھوڑی سی اطاعت کی اور پیچھے ہٹ گیا، یعنی کوئی کام شروع کرے لیکن اسے پایہ تکمیل تک نہ پہنچائے۔

أَعِنْدَكَ عِلْمٌ الْغَيْبِ فَهَوْ يَرَى (۳۵)

کیا اسے علم غیب ہے کہ وہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے

یعنی کیا وہ دیکھ رہا ہے کہ اس نے فی سبیل اللہ خرچ کیا تو اس کا مال ختم ہو جائے گا؟

نہیں، غیب کا یہ علم اس کے پاس نہیں ہے بلکہ وہ خرچ کرنے سے گریز محض بخل، دنیا کی محبت اور آخرت پر عدم یقین کی وجہ سے کر رہا ہے اور اطاعت الہی سے انحراف کی وجوہات بھی یہی ہیں۔

أَمْ لَمْ يُنَبِّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى (۳۶)

کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے

وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى (۳۷)

اور وفادار ابراہیم (علیہ السلام) کی آسمانی کتابوں میں تھا۔

الَّذِينَ وَازَنُوا وُزْرَهُم بِأَحْسَنِ (۳۸)

کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (۳۹)

اور یہ کہ ہر انسان کے لئے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی۔

یعنی جس طرح کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا ذمے دار نہیں ہوگا، اسی طرح اسے آخرت میں اجر بھی انہی چیزوں کا ملے گا، جن میں اس کی اپنی محنت ہوگی۔

وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَى (۴۰)

اور یہ بیشک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔

یعنی دنیا میں اس نے اچھا یا برا جو بھی کیا، چھپ کر کیا یا علانیہ کیا، قیامت والے دن سامنے آجائے گا اور اس پر اسے پوری جزا دی جائے گی۔

ثُمَّ يُجْزَاؤُا الْجَزَاءَ الْأَوْفَى (۴۱)

پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ (۴۲)

اور یہ کہ آپ کے رب ہی کی طرف سے پہنچنا ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ (۴۳)

اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتٌ وَأَحْيَا (۴۴)

اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔

وَأَنَّهُ خَلَقَ الذُّجَيْنَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ (۴۵)

اور اسی نے جوڑا یعنی نر مادہ پیدا کیا۔

مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا مَحْمِي (۴۶)

نطفہ سے جب وہ ٹپکا یا جاتا ہے۔

وَأَنْ عَلَيْهِ النَّشْأَةُ الْآخِرَى (۴۷)

اور یہ کہ اسی کے ذمہ دوبارہ پیدا کرنا ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَى وَأَقْنَى (۴۸)

اور یہ کہ وہی مالدار بنانا ہے اور سرمایہ دار بنانا ہے

یعنی کسی کو اتنی تو نگری دیتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور اسکی تمام حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں اور کسی کو اتنا سرمایہ دے دیتا ہے کہ اس کے پاس ضرورت سے زائد بچ رہتا ہے اور وہ اس کو جمع کر کے رکھتا ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَى (۴۹)

اور یہ کہ وہی شعری (ستارے) کا رب ہے۔

رب تو وہ ہر چیز کا ہے، یہاں ستارے کا نام اس لئے لیا ہے کہ بعض عرب قبائل اس کی پوجا کرتے ہیں۔

وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَى (۵۰)

اور یہ کہ اسی نے عاد اول کو ہلاک کیا ہے۔

قوم عاد اول اس لئے کہا کہ یہ ثمود سے پہلے ہوئی، یا اس لئے کہ قوم نوح کے بعد سب سے پہلے یہ قوم ہلاک کی گئی۔

بعض کہتے ہیں، عاد نامی دو قومیں گزری ہیں، یہ پہلی ہے جسے باد تند سے ہلاک کیا گیا جب کہ دوسری زمانے کی گردشوں کے ساتھ مختلف ناموں سے چلتی اور بکھرتی ہوئی موجود رہی۔

وَشَمُودَ قَمًا أَبْقَى (۵۱)

اور ثمود کو بھی (جن میں سے) ایک کو بھی باقی نہ رکھا۔

وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلِ إِيَّاهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْعَى (۵۲)

اور اس سے پہلے قوم نوح کو، یقیناً وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔

وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَى (۵۳)

اور مؤتلفہ (شہر یا اٹلی ہوئی بستیوں کو) اسی نے الٹ دیا۔

اس سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں ہیں، جن کو الٹ دیا گیا۔

فَعَسَاهَا مَا غَشَّى (۵۴)

پھر اس پر چھاد یا جو چھایا

یعنی اس کے بعد ان پر پتھروں کی بارش ہوئی۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَى (۵۵)

پس اے انسان تو اپنے رب کی کس کس نعمت کے بارے میں جھگڑے گا؟

یا شک کرے گا اور ان کو جھٹلائے گا، جب کہ وہ اتنی عام اور واضح ہیں کہ ان کا انکار ممکن ہے اور نہ چھپانا ہی۔

هَذَا نَذِيرٌ مِنَ النَّذِيرِ الْأُولَى (۵۶)

یہ (نبی) ڈرانے والے ہیں پہلے ڈرانے والوں میں سے۔

أَزِفَتِ الْأَزْفَةُ (۵۷)

آنے والی گھڑی قریب آگئی ہے۔

لَيْسَ هَٰذَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ (۵۸)

اللہ کے سوا اس کا (وقت معین پر کھول) دکھانے والا اور کوئی نہیں۔

أَقْمِنُ هَذَا الْحَدِيثِ تَعَجُّبُونَ (۵۹)

پس کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟

بات سے مراد قرآن کریم ہے، یعنی اس سے تم تعجب کرتے اور اس کا مذاق کرتے ہو، حالانکہ اس میں نہ تعجب والی کوئی بات ہے نہ مذاق اور جھٹلانے والی۔

وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ (۶۰)

اور ہنس رہے ہو؟

روتے نہیں؟

وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ (۶۱)

بلکہ تم کھیل رہے ہو

فَأَسْجُدْ لِلَّهِ وَاعْبُدْهُ (۶۲) ﷻ

اب اللہ کے سامنے سجدے کرو اور (اسی کی) عبادت کرو۔

یہ مشرکین اور مکذبین کی توبیح کے لئے حکم دیا۔ یعنی جب ان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ قرآن کو ماننے کی بجائے، اس کا مذاق و استخفاف کرتے ہیں اور ہمارے پیغمبر کے وعظ و نصیحت کا کوئی اثر ان پر نہیں ہو رہا ہے، تو اے مسلمانو! تم اللہ کی بارگاہ میں جھک کر اور اس کی عبادت و اطاعت کا مظاہرہ کر کے قرآن کی تعظیم و توقیر کا اہتمام کرو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ نے سجدہ کیا، حتیٰ کہ اس وقت مجلس میں موجود کفار نے بھی سجدہ کیا۔ جیسا کہ احادیث میں ہے۔



© Copy Rights:

Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana

Lahore, Pakistan

www.quran4u.com